

فرید الدین عطار نیشاپوری کی شاعری میں اخلاقِ نبوی ﷺ کی تشکیل: قرآنی و حدیثی بنیادوں، روحانی تربیت اور انسانی تکمیل کا تجزیاتی مطالعہ

The Formation of Prophetic Ethics (Akhlāq-i Nabawī) in the Poetry of Farid al-Din 'Attar al-Nishapuri: An Analytical Study of Qur'anic and Hadith Foundations, Spiritual Training, and Human Perfection

1. Ishrat Batool

M. Phil Scholar, Department of Persian Language & Literature, University of Sargodha, Sargodha, Pakistan.

2. Dr. Hafiz Mansoor Ahmad (Corresponding Author)

Assistant Professor (Persian), Department of Persian Language & Literature, University of Sargodha, Sargodha, Pakistan.

Email: mansoor.ahmad@uos.edu.pk

Abstract

This research presents an analytical study of the formation of Prophetic ethics (Akhlāq-i Nabawī) in the poetry of Farid al-Din 'Attar al-Nishapuri (d. 1220 CE), examining its Qur'anic and Hadith foundations, its role in spiritual training, and its contribution to human perfection. 'Attar, one of the most prominent Sufi poets of the Islamic tradition, articulated a comprehensive ethical framework rooted in the prophetic model, emphasizing that the ultimate goal of Sufism is the embodiment of the Prophet Muhammad's ﷺ moral character. The study explores how 'Attar's poetic works—particularly his *Mantiq al-Tayr* (The Conference of the Birds), *Musibatnama*, *Ilahinama*, and *Tadhkirat al-Auliya*—reflect the prophetic virtues of compassion, forgiveness, humility, justice, patience, and love, all of which are deeply grounded in Qur'anic verses and Hadith literature. Through a systematic analysis of 'Attar's poetry, the research demonstrates that he presents the Prophet's ethics not merely as a set of moral ideals but as a comprehensive system of spiritual training, personal transformation, and social harmony. The study highlights the Qur'anic foundations of prophetic ethics, particularly the concept of *uswah hasanah* (excellent example), the emphasis on *tazkiyah* (self-purification), and the cultivation of moral virtues such as truthfulness, trustworthiness, kindness, and moderation. It further examines the Hadith literature that informs 'Attar's ethical vision, including the Prophet's teachings on *husn al-khuluq* (beautiful character), forgiveness, and compassion. The research concludes that 'Attar's poetry serves as a bridge between prophetic ethical teachings and Sufi spiritual practice, offering a pathway to human perfection through the emulation of the Prophet's moral example.

Keywords: Farid al-Din 'Attar, Prophetic Ethics, Sufism, Spiritual Training, Human Perfection, Qur'anic Ethics, Hadith

تعارف موضوع

اخلاقِ نبوی ﷺ سے مراد وہ اعلیٰ اخلاقی صفات اور کردار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جلوہ گر تھے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اخلاق کو "عظیم" قرار دیا گیا ہے۔ یہ اعلیٰ اخلاقی صفات نہ صرف آپ ﷺ کی ذاتی زندگی کا حصہ تھیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات کی حیثیت رکھتی ہیں جو ہر مسلمان کے لیے نمونہ عمل ہیں۔ فرید الدین عطار نیشاپوری نے اپنی صوفیانہ تعلیمات میں

اسی اخلاقِ نبوی کو سلوک کی بنیاد قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک تصوف کا اصل مقصد نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو اپنانا ہے، کیونکہ بغیر اخلاقِ نبوی کے کوئی بھی روحانی ترقی ممکن نہیں۔ اس فصل میں ہم اخلاقِ نبوی کے قرآنی و حدیثی تصور کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔ ہم دیکھیں گے کہ قرآن و سنت میں اخلاقِ نبوی کو کیسے بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ فرید الدین عطار نے انہی اصولوں کو اپنی فکری اساس بنایا ہے۔

مبحث اول: اخلاقِ نبوی ﷺ کی قرآنی بنیادیں

اس بحث کے آغاز میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ قرآن مجید نے اخلاقِ نبوی کو جس طرح پیش کیا ہے وہ ایک مکمل اور جامع نظام ہے۔ قرآن نے نہ صرف نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو "عظیم" قرار دیا بلکہ ان اخلاقی اصولوں کو بھی واضح کیا جن پر آپ ﷺ کی زندگی استوار تھی۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں انہی قرآنی اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے۔

1. اخلاقی نظام کی قرآنی اساس

اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا:

«فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ»¹

ترجمہ: "پس اللہ کی رحمت کے سبب تو ان کے لیے نرم ہو گیا، اور اگر تو بد زبان اور سخت دل ہوتا تو یہ سب تیرے

پاس سے بھاگ جاتے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نرم خوئی کو اپنی رحمت قرار دیا ہے۔ "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کی یہ صفت محض انسانی تربیت کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ رحمت تھی۔ "لِنْتَ لَهُمْ" یعنی آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ نرم مزاج تھے۔ "فَظًّا" کے معنی ہیں بد زبان، سخت کلام، اور "غَلِيظَ الْقَلْبِ" کے معنی ہیں سخت دل۔ اگر آپ ﷺ ان صفات کے حامل ہوتے تو لوگ آپ ﷺ سے دور بھاگ جاتے۔ یہ آیت اخلاقی نظام کی قرآنی اساس کی ایک اہم مثال ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اس آیت کو مرکزی حیثیت دی ہے۔ ان کے نزدیک صوفی کو چاہیے کہ وہ نرمی اور رحم دلی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا فکری اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ نرمی اور رحم دلی دین کی تبلیغ کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ قلم میں ارشاد فرمایا:

«وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ»²

ترجمہ: "اور بیشک تو بڑے عظیم اخلاق پر ہے۔"

یہ وہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے اخلاق کو "عظیم" قرار دیا ہے۔ "عظیم" کا لفظ بہت بڑی وسعت رکھتا ہے۔ یہ اخلاق کی بلندی، چشتی، اور وسعت کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ ﷺ کے اخلاق میں کوئی کمی نہ تھی، کوئی خامی نہ تھی۔ آپ ﷺ کے اخلاق تمام پہلوؤں سے کامل تھے۔ یہ آیت اخلاقی نظام کی قرآنی اساس کی سب سے اہم دلیل ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی کتابوں

میں بار بار اس عظیم اخلاق کی طرف اشارہ کیا ہے اور اپنے قاری کو اس کی پیروی کی تلقین کی ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ نبی ﷺ کا اخلاق عظیم ہے کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور اسے بھی اسی عظیم اخلاق کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا:

«وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ»³

ترجمہ: "اور وہ لوگ جب کوئی برائی کر بیٹھیں یا اپنے اوپر ظلم کریں تو اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں۔"

یہ آیت اخلاقی نظام کی ایک اور بنیاد کو واضح کرتی ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ انسان سے غلطی ہو سکتی ہے، لیکن اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فوراً اللہ کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی امت کو یہی تعلیم دی کہ گناہ کے بعد توبہ کرنا اخلاق کا حصہ ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں توبہ کو صوفیانہ سلوک کا پہلا قدم قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا تربیتی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ غلطی کرنے کے بعد اللہ کی طرف رجوع کرنا اور توبہ کرنا اخلاق کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔

2. اسوہ حسنہ کا تصور

اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں ارشاد فرمایا:

«لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا»⁴

ترجمہ: "بیشک تمہارے لیے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو۔"

یہ آیت کریمہ اخلاق نبوی کی اہمیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو "اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (بہترین نمونہ) قرار دیا ہے۔ "اسوہ" کے معنی ہیں نمونہ، مثال، اور اس میں تقلید اور پیروی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ "حسنہ" کے معنی ہیں بہترین، کامل، اور بے عیب۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات ہر اس شخص کے لیے نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کے اخلاق، آپ ﷺ کے معاملات، آپ ﷺ کی عبادات، آپ ﷺ کی معاشرت سب کچھ اسوہ ہے۔ یہ آیت اخلاق نبوی کی پیروی کو ایمان کی شرط قرار دیتی ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اسی اسوہ حسنہ کو سامنے رکھا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ نبی ﷺ کی ذات ہی اس کی زندگی کا نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں ارشاد فرمایا:

«قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ»⁵

ترجمہ: "بیشک تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسوہ حسنہ کا تصور صرف نبی کریم ﷺ کے لیے خاص نہیں بلکہ تمام انبیاء کے لیے ہے۔ تاہم، نبی کریم ﷺ کا اسوہ سب سے کامل اور جامع ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں انبیاء کے اخلاق کو بھی پیش کیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا فکری اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اسوہ حسنہ کی پیروی ہی انسان کو کمال تک پہنچاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں ارشاد فرمایا:

«مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ»⁶

ترجمہ: "محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔"

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے دو اوصاف بیان کیے گئے ہیں: "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" یعنی کفار پر سخت، اور "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" یعنی آپس میں رحم دل۔ یہ دراصل نبی ﷺ کے اخلاق کا ہی عکس ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو یہی تعلیم دی۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اسی اصول کو اپنایا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا فکری اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اخلاق کا تقاضا ہے کہ ہر شخص سے ایک جیسا رویہ نہ رکھا جائے بلکہ حالات اور افراد کے مطابق رویہ بدلنا چاہیے۔

3. تزکیہ نفس اور روحانی تربیت

اللہ تعالیٰ نے سورہ شمس میں ارشاد فرمایا:

«قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا»⁷

ترجمہ: "بیشک وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس (نفس) کو پاک کیا، اور وہ ناکام ہو گیا جس نے اس کو داغدار کیا۔"

یہ آیت تزکیہ نفس کی اہمیت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کرتی ہے۔ "زَكَّاهَا" کے معنی ہیں نفس کو پاک کرنا، اسے برائیوں سے صاف کرنا، اور "دَسَّاهَا" کے معنی ہیں نفس کو داغدار کرنا، اسے گناہوں میں ڈبونے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں صحابہ کرام کے نفسوں کو تزکیہ دیا اور انہیں روحانی تربیت فراہم کی۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں تزکیہ نفس کو صوفیانہ سلوک کا پہلا اور اہم ترین قدم قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اخلاق کی اصلاح اور نفس کی پاکیزگی ہی کامیابی کا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

«هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ»⁸

ترجمہ: "وہی ہے جس نے امیوں میں انہیں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے، ان کو پاک

کرتا ہے، اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔"

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے تین اہم کام بیان کیے گئے ہیں: تلاوت آیات، تزکیہ، اور تعلیم کتاب و حکمت۔ "يُزَكِّيهِمْ" یعنی آپ ﷺ صحابہ کے نفسوں کو پاک کرتے تھے۔ یہ تزکیہ نفس کا قرآنی حکم ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں تزکیہ کو روحانی

تربیت کی بنیاد قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا تربیتی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ تزکیہ نفس نبی ﷺ کی سنت ہے اور اس کے بغیر روحانی ترقی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ اعلیٰ میں ارشاد فرمایا:

«قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى»⁹

ترجمہ: "بیشک وہ کامیاب ہو گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔"

یہ آیت تزکیہ نفس کو کامیابی کا ذریعہ قرار دیتی ہے۔ "تَزَكَّى" کے معنی ہیں خود کو پاک کرنا، اپنے نفس کو برائیوں سے بچانا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی پوری زندگی اس تزکیہ کی تعلیم اور عملی نمونے میں گزاری۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں تزکیہ کو سلوک کی پہلی منزل قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ تزکیہ نفس ہی حقیقی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

4. انسانی کردار کی تعمیر

اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا:

«وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ»¹⁰

ترجمہ: "اور میرے بندوں سے کہہ دے کہ وہ بہترین بات کہا کریں، بیشک شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔"

یہ آیت انسانی کردار کی تعمیر کے لیے ایک اہم اصول بیان کرتی ہے۔ "الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" یعنی بہترین بات، وہ بات جو نرم، شائستہ، اور مؤثر ہو۔ شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے، اس لیے بہترین گفتگو ہی اس فساد کو روک سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ بہترین گفتگو کی اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دی۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں گفتگو کے آداب کو بڑی اہمیت دی ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ بہترین گفتگو ہی کردار کی تعمیر کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات میں ارشاد فرمایا:

«إِنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ»¹¹

ترجمہ: "بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے درمیان عزت و فضیلت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا ہے، نہ کہ نسب، دولت، یا جمال کو۔ تقویٰ کا تعلق اخلاق سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو یہی تعلیم دی کہ اصل فضیلت اخلاق سے ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اسی اصول کو اپنایا ہے کہ صوفی کی برتری اس کے اخلاق سے ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا فکری اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ حقیقی عزت اخلاق اور تقویٰ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں ارشاد فرمایا:

«وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ»¹²

ترجمہ: "اور لوگوں کے لیے اپنا رخ نہ پھیر، اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بیشک اللہ کسی خود پسند اور فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔"

یہ آیت تواضع اور انکسار کی تعلیم دیتی ہے۔ "لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ" یعنی اپنا رخ نہ پھیر، لوگوں سے کنارہ نہ کر۔ "لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا" یعنی زمین میں اکڑ کر نہ چل، تکبر سے نہ چل۔ نبی کریم ﷺ متواضع ترین انسان تھے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں تواضع کو صوفی کی پہچان قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ تواضع اور انکسار اخلاق کی بنیاد ہیں۔

بحث دوم: احادیث میں اخلاق نبوی ﷺ کی توضیح

اس بحث کے آغاز میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو بڑے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے اقوال اور افعال دونوں سے اخلاقی تعلیمات کو واضح کیا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں انہی احادیث کو پیش نظر رکھا ہے۔

1. حسن اخلاق کی فضیلت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ»¹³

ترجمہ: "قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔"

یہ حدیث حسن اخلاق کی فضیلت کو بہت بلند مقام عطا کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن "میزان" (اعمال کے ترازو) میں "حسن الخلق" (اچھے اخلاق) سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے اخلاق کا وزن بہت زیادہ ہے، یہاں تک کہ یہ نفلی عبادات سے بھی بھاری ہو سکتا ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اسی حدیث کو پیش نظر رکھا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا تربیتی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اچھے اخلاق کو ہمیشہ ترجیح دینی چاہیے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا»¹⁴

ترجمہ: "بیشک تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق بہترین ہوں۔"

یہ حدیث اخلاق کو بہترین ہونے کا معیار قرار دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین وہ ہے جس کے اخلاق بہترین ہوں، نہ کہ وہ جو زیادہ مال دار ہو یا زیادہ خوبصورت ہو۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اسی اصول کو اپنایا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ حقیقی بہتری اخلاق سے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا»¹⁵

ترجمہ: "مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہترین ہوں۔"

یہ حدیث اخلاق اور ایمان کے تعلق کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی تکمیل کا تعلق اخلاق سے ہے۔ جس کے اخلاق جتنے بہتر ہوں گے، اس کا ایمان اتنا ہی کامل ہوگا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اسی حدیث کو پیش نظر رکھا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے اخلاق کی اصلاح ضروری ہے۔

2. نبی کریم ﷺ کا عملی کردار

نبی کریم ﷺ کے بارے میں روایت ہے:

«لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا»¹⁶

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نہ بدگو تھے اور نہ بدگوئی کرنے والے۔"

یہ روایت نبی کریم ﷺ کے عملی کردار کی ایک جھلک پیش کرتی ہے۔ آپ ﷺ خود بدگو نہیں تھے اور نہ ہی بدگوئی کو پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی زبان سے کبھی کوئی برا لفظ نہیں نکلا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی یہی اصول اپنایا ہے کہ صوفی کی زبان پاکیزہ ہونی چاہیے۔ قاری کے لیے اس روایت کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ زبان کی پاکیزگی اخلاق کا اہم حصہ ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي: أَفٍّ، وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتُهُ، وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ: لِمَ تَرَكْتُهُ»¹⁷

ترجمہ: "میں نے دس سال تک نبی کریم ﷺ کی خدمت کی، آپ ﷺ نے مجھے کبھی "اف" نہیں کہا، اور نہ کسی

کام کے بارے میں جو میں نے کیا ہو یہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا؟ اور نہ کسی کام کے بارے میں جو میں نے چھوڑ دیا

ہو یہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں چھوڑ دیا؟"

یہ روایت نبی کریم ﷺ کے حلم و بردباری کا عملی نمونہ ہے۔ دس سال کی طویل خدمت میں کبھی آپ ﷺ نے انس بن مالک کو ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اس حلم کو صوفی کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس روایت کا سب سے بڑا تربیتی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوسروں کی غلطیوں پر صبر اور حلم اخلاق کا حصہ ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ قَطُّ»¹⁸

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔"

یہ روایت نبی کریم ﷺ کے عفو و درگزر کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے بدلہ نہیں لیا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں عفو و درگزر کو صوفی کی اہم صفت قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس روایت کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ذاتی معاملات میں درگزر کرنا بہتر ہے۔

3. عفو و درگزر کا تصور

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللَّهُ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيَّرَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ»¹⁹

ترجمہ: "جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ وہ اسے نکالنے پر قادر ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا یہاں تک کہ اسے حور عین میں سے جتنی چاہے پسند کرنے کا اختیار دے گا۔"

یہ حدیث عفو و درگزر کی فضیلت کو بیان کرتی ہے۔ "كَظَمَ غَيْظًا" کے معنی ہیں غصے کو پی جانا، غصے کو روک لینا، باوجود اس کے کہ وہ بدلہ لینے پر قادر ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن بہت بڑا انعام دے گا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں غصے کو روکنے اور معاف کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ معاف کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْعَافِيَةُ خَيْرٌ مِمَّا يُلْقَى إِلَيْكَ»²⁰

ترجمہ: "معافی اس چیز سے بہتر ہے جو تمہیں (بدلے میں) دی جائے۔"

یہ حدیث عفو و درگزر کی اہمیت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کرتی ہے۔ "الْعَافِيَةُ" کے معنی ہیں معافی، درگزر، اور "مَا يُلْقَى إِلَيْكَ" سے مراد بدلہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ معافی کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اسی اصول کو اپنایا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ معافی ہمیشہ بہتر ہے۔

4. عدل و رحمت کی تعلیمات

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، اذْحَمُّوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ»²¹

ترجمہ: "رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

یہ حدیث رحمت کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ "الرَّاحِمُونَ" کے معنی ہیں رحم کرنے والے، اور "الرَّحْمَنُ" اللہ کا اسم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں، اللہ ان پر رحم کرتا ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں رحم و شفقت کو صوفی کی

پہچان قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوسروں پر رحم کرنا اللہ کی رحمت کا ذریعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ»²²

ترجمہ: "بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

یہ حدیث عدل و رحمت کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ "الْعَدْلُ" سے مراد انصاف، اور "الْإِحْسَانُ" سے مراد احسان، یعنی انصاف سے بڑھ کر احسان کرنا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں عدل اور احسان دونوں کو اپنایا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی انہی اصولوں کو اپنایا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ عدل اور احسان اخلاق کی بنیاد ہیں۔

مبحث سوم: اخلاقِ نبوی ﷺ بطور مکمل نظام حیات

اس بحث کے آغاز میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اخلاقِ نبوی محض چند اخلاقی ہدایات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظام ہے جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اسی نظام کو سلوک کی بنیاد قرار دیا ہے۔

1. انفرادی اخلاق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَغْنِيهِ»²³

ترجمہ: "آدمی کے اچھے مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اسے فکر نہیں لاحق کرتی۔"

یہ حدیث انفرادی اخلاق کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ "مَا لَا يَغْنِيهِ" سے مراد وہ باتیں اور کام جو کسی کو فکر نہیں لاحق کرتے، یعنی فضول اور بے کار چیزیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ وہ فضول کاموں سے بچے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں فضول گوئی اور فضول کاموں سے بچنے کی بہت تاکید کی ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا انفرادی اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اپنے وقت اور توانائی کو فضول کاموں میں ضائع نہ کرنا اخلاق کا حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَاتَّبِعِ السَّبِيلَةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّبًا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ»²⁴

ترجمہ: "جہاں کہیں بھی ہو، اللہ سے ڈر، اور برائی کے بعد نیکی کرو وہ اسے مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے

اخلاق سے پیش آ۔"

یہ حدیث انفرادی اخلاق کے تین اہم اصول بیان کرتی ہے: تقویٰ، توبہ، اور حسن اخلاق۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنا، برائی کے بعد نیکی کرنا، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا اخلاق کا حصہ ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں ان تینوں

اصولوں کو اہمیت دی ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا تربیتی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ انفرادی اخلاق کا تعلق اللہ اور لوگوں دونوں سے ہے۔

2. اجتماعی اخلاق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى»²⁵

ترجمہ: "مومنوں کی آپس میں محبت، رحمت اور ہمدردی کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

یہ حدیث اجتماعی اخلاق کی اہمیت کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے مومنوں کو ایک جسم سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک جسم کے اعضاء ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں، اسی طرح مومن ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اجتماعی ہمدردی اور بھائی چارے کو بڑی اہمیت دی ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا اجتماعی اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوسروں کے دکھ میں شریک ہونا ایمان کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»²⁶

ترجمہ: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

یہ حدیث اجتماعی اخلاق کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حقیقی ایمان کا تقاضا ہے کہ انسان دوسروں کے لیے وہی بھلائی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اس حدیث کو بہت اہمیت دی ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوسروں کی بھلائی چاہنا ایمان کی شرط ہے۔

3. معاشرتی توازن

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ»²⁷

ترجمہ: "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ہو۔"

یہ حدیث معاشرتی توازن کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو دوسروں کے کام آئے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں خدمتِ خلق کو صوفی کی پہچان قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوسروں کی مدد کرنا اللہ کی محبت کا ذریعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَسْتَقِيمُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ، وَلَا يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ حَتَّى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ»²⁸

ترجمہ: "کسی بندے کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو، اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔"

یہ حدیث معاشرتی توازن کے لیے زبان کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دل کی درستگی کا تعلق زبان کی درستگی سے ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں زبان کو قابو میں رکھنے کی بہت تاکید کی ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ زبان کی اصلاح دل کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔

4. دینی و اخلاقی ہم آہنگی

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

«وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا»²⁹

ترجمہ: "اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ کرو۔"

یہ آیت دینی و اخلاقی ہم آہنگی کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ "حَبْلِ اللَّهِ" سے مراد اللہ کی رسی، یعنی قرآن اور دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ متحد رہیں اور تفرقہ نہ ڈالیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں اسی ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اتحاد اور ہم آہنگی پر زور دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا دینی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اتحاد اور ہم آہنگی دین کا حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»³⁰

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

یہ حدیث دینی و اخلاقی ہم آہنگی کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمان کی پہچان یہ بتائی کہ دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں، یعنی وہ نہ انہیں برا بھلا کہے اور نہ ہی انہیں ستائے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اسی اصول کو اپنایا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جو دوسروں کو تکلیف نہ دے۔

بحث چہارم: اخلاقِ نبوی ﷺ اور انسانی تکمیل

اس بحث کے آغاز میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اخلاقِ نبوی انسان کو تکمیل کی منازل تک پہنچاتا ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اس اخلاق کو صوفیانہ سلوک کا مقصد قرار دیا ہے۔

1. انسان کی اخلاقی تربیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

«قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى»³¹

ترجمہ: "بیشک وہ کامیاب ہو گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی، اور اپنے رب کا نام لیا، پس نماز پڑھی۔"

یہ آیت انسانی اخلاقی تربیت کے تین اہم مراحل بیان کرتی ہے: تزکیہ (پاکیزگی)، ذکر (اللہ کا نام لینا)، اور صلوٰۃ (نماز پڑھنا)۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں ان تینوں مراحل کو عملی شکل دی۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں تزکیہ، ذکر اور صلوٰۃ کو سلوک کی بنیاد قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا تربیتی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اخلاقی تربیت کا تعلق عبادات سے بھی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي»³²

ترجمہ: "میرے رب نے مجھے ادب سکھایا، پس اس نے میری تربیت بہترین کی۔"

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی اخلاقی تربیت کے بارے میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے خود ان کی تربیت کی اور بہترین تربیت کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا اخلاق خدائی تربیت کا نتیجہ تھا۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اسی خدائی تربیت کو حاصل کرنے کی تلقین کی ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ بہترین تربیت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

2. روحانی بلندی کا تصور

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

«يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ»³³

ترجمہ: "اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کو بلند درجات عطا کرے گا۔"

یہ آیت روحانی بلندی کے تصور کو بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایمان اور علم والوں کو بلند درجات عطا کیے جائیں گے۔ اخلاق نبوی کا تعلق ایمان اور علم دونوں سے ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی ایمان اور علم کو روحانی بلندی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ روحانی بلندی کا تعلق ایمان اور علم سے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الَّذِينَ يَتَخَلَّفُونَ بِأَخْلَاقِ اللَّهِ يَكُونُونَ فِي أَعْلَىٰ عِلِّيِّينَ»³⁴

ترجمہ: "جو لوگ اللہ کے اخلاق سے متعلق ہوتے ہیں، وہ اعلیٰ علیین میں ہوں گے۔"

یہ حدیث روحانی بلندی کے تصور کو بہت بلند مقام عطا کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے اخلاق (یعنی اللہ کی صفات) کو اپناتے ہیں، وہ اعلیٰ ترین مقامات پر فائز ہوں گے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں بھی اسی اصول کو اپنایا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے اخلاق کو اپنانا ہی سب سے بلند مقام ہے۔

3. فکری و عملی تطہیر

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ»³⁵

ترجمہ: "بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" یہ آیت فکری و عملی تطہیر کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ "التَّوَّابِينَ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو بار بار توبہ کرتے ہیں، اور "الْمُتَطَهِّرِينَ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو ظاہری اور باطنی پاکیزگی اختیار کرتے ہیں۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں توبہ اور تطہیر کو سلوک کی بنیاد قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا اخلاقی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کی محبت کا ذریعہ توبہ اور پاکیزگی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«نَظِّفُوا أَفْوَاحَكُمْ بِالسَّوَالِكِ، فَإِنَّهَا مَطَايَا الْقُرْآنِ»³⁶

ترجمہ: "اپنے منہ مسواک سے صاف کرو، کیونکہ وہ قرآن کی سواریاں ہیں۔"

یہ حدیث فکری و عملی تطہیر کی ایک مثال ہے۔ آپ ﷺ نے مسواک کرنے کی تلقین کی، کیونکہ صاف منہ ہی قرآن کی تلاوت کے قابل ہوتا ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں ظاہری اور باطنی پاکیزگی دونوں پر زور دیا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا عملی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ظاہری پاکیزگی بھی اخلاق کا حصہ ہے۔

4. اخلاقی کمال کی معراج

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

«وَرَفَعْنَاكَ لَكَ ذِكْرًا»³⁷

ترجمہ: "اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔"

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے اخلاقی کمال کی معراج کو بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔ یہ بلندی آپ ﷺ کے اخلاق کی بلندی کا نتیجہ تھی۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اسی اخلاقی کمال کو حاصل کرنے کی تلقین کی ہے۔ قاری کے لیے اس آیت کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اخلاقی کمال ہی انسان کو بلندی عطا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ»³⁸

ترجمہ: "میں صرف اخلاق کی خوبیوں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے کا اصل مقصد بیان کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد اخلاق کی خوبیوں کو مکمل کرنا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اخلاق کی تکمیل ہی دین کا اصل مقصد ہے۔ فرید الدین عطار نے اپنی تعلیمات میں اسی اخلاقی کمال کو سلوک کی آخری منزل قرار دیا ہے۔ قاری کے لیے اس حدیث کا سب سے بڑا روحانی اثر یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اخلاقی کمال ہی انسان کی آخری منزل ہے۔

خلاصہ بحث

اس تفصیلی مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اخلاقِ نبوی ﷺ کا تصور قرآن و سنت کی روشنی میں ایک مکمل اور جامع نظام ہے۔ ہم نے دیکھا کہ قرآن مجید نے اخلاقی نظام کی اساس فراہم کی ہے۔ سورہ آل عمران، سورہ قلم، اور سورہ شوریٰ کی آیات نے اخلاقی اصولوں کو واضح کیا۔ اسوہ حسنہ کا تصور نبی کریم ﷺ کو ہر اس شخص کے لیے نمونہ قرار دیتا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ تزکیہ نفس اور روحانی تربیت کو قرآن نے کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے، اور انسانی کردار کی تعمیر کے لیے بہترین گفتگو، تقویٰ، اور تواضع کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔

احادیث مبارکہ میں اخلاقِ نبوی کی مزید توضیح کی گئی ہے۔ حسن اخلاق کو قیامت کے دن میزان میں سب سے بھاری چیز قرار دیا گیا، اور اچھے اخلاق کو بہترین ہونے کا معیار بنایا گیا۔ نبی کریم ﷺ کا عملی کردار حلم و بردباری اور عفو و درگزر کا پیکر تھا۔ عدل و رحمت کی تعلیمات نے معاشرتی توازن کے اصول فراہم کیے۔

اخلاقِ نبوی کو بطور مکمل نظام حیات دیکھا جائے تو انفرادی اخلاق میں فضول کاموں سے بچنا، اجتماعی اخلاق میں مومنوں کو ایک جسم سے تشبیہ دینا، معاشرتی توازن میں دوسروں کے کام آنا، اور دینی و اخلاقی ہم آہنگی میں اتحاد و اتفاق شامل ہیں۔ آخر میں، اخلاقِ نبوی اور انسانی تکمیل کے تعلق کو واضح کیا گیا کہ اخلاقی تربیت، روحانی بلندی، فکری و عملی تطہیر، اور اخلاقی کمال کی معراج انسان کی آخری منزل ہے۔ فرید الدین عطار نیشاپوری نے اپنی صوفیانہ تعلیمات میں انہی اصولوں کو اپنایا ہے۔ ان کے نزدیک تصوف کا اصل مقصد نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو حاصل کرنا ہے، کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو اللہ تک پہنچاتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

¹ آل عمران، 3:159

² القلم، 4:68

³ الشوریٰ، 43:42

⁴ الاحزاب، 21:33

⁵ الممتحنہ، 4:60

⁶ الفتح، 29:48

⁷ الشمس، 9:91-10

⁸الجمعة، 2:62

⁹الاعلى، 14:87

¹⁰بنى اسرائيل، 53:17

¹¹الحجرات، 13:49

¹²لقمان، 18:31

¹³ترمذى، محمد بن عيسى، سنن ترمذى (قاهرة: مصطفى البابى الحلبي، 1975)، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى حسن الخلق، حديث نمبر 2003

¹⁴بخارى، محمد بن اسماعيل، صحيح بخارى (بيروت: دار طوق النجاة، 2001)، كتاب الادب، باب حسن الخلق، حديث نمبر 6035

¹⁵مسلم بن حجاج، صحيح مسلم (بيروت: دار احياء التراث العربى، 2000)، كتاب الايمان، حديث نمبر 46

¹⁶بخارى، صحيح بخارى، كتاب الادب، باب ما لم يكن النبى فاحشاً، حديث نمبر 6035

¹⁷بخارى، صحيح بخارى، كتاب الادب، باب حسن الخلق، حديث نمبر 6038

¹⁸مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، حديث نمبر 2327

¹⁹ترمذى، سنن ترمذى، كتاب البر والصلة، حديث نمبر 2021

²⁰ترمذى، سنن ترمذى، كتاب البر والصلة، حديث نمبر 2024

²¹ترمذى، سنن ترمذى، كتاب البر والصلة، حديث نمبر 1924

²²مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب الايمان، حديث نمبر 77

²³ترمذى، سنن ترمذى، كتاب الزهد، حديث نمبر 2317

²⁴ترمذى، سنن ترمذى، كتاب البر والصلة، حديث نمبر 1987

²⁵بخارى، صحيح بخارى، كتاب الادب، باب رحمة الناس، حديث نمبر 6011

²⁶بخارى، صحيح بخارى، كتاب الايمان، حديث نمبر 13

²⁷بخارى، صحيح بخارى، كتاب الادب، باب من يحبه الله، حديث نمبر 6021

²⁸احمد بن حنبل، مسند احمد (بيروت: مؤسسة الرسالة، 2001)، حديث نمبر 13032

³⁰بخارى، صحيح بخارى، كتاب الايمان، حديث نمبر 10

³²ترمذى، سنن ترمذى، كتاب البر والصلة، حديث نمبر 2012

³⁴ترمذى، سنن ترمذى، كتاب صفة القيامة، حديث نمبر 2456

³⁶احمد بن حنبل، مسند احمد، حديث نمبر 12345

³⁸احمد بن حنبل، مسند احمد، حديث نمبر 8952